© rasailojaraid.com

عصری علوم اور اسٹریٹیجک نقطہ نظر کے فہم کی اہمیت

عصر حاضر کے مفتیان کرام اور ان اجتماعی اداروں کا، جو فتوے صادر کرنے کے اہم فرائض انجام دیتے ہیں، عصری تقاضوں اور عصری افکار و علوم سے باخبر ہونا ناگزیر ہے۔ ان کو خصوصاً اسٹریٹیجک امور میں اسٹریٹیجک نقطہ نظر کا حامل ہونا ازحد ضروری ہے۔ اگر یہ صفت ان میں نہیں ہے تو ان کو براعظم عبور کرنے والے میزائلوں، حیاتیاتی، کیمیاوی، اعصابی اور اقتصادی جنگ، نیز خوف و ہراس کی جنگ جیسے نہایت سنگین اور دور رس اثرات کے حامل مسائل میں فتویٰ دینے کا ہرگز حق نہیں پہنچتا۔ یہ کوئی روایتی فقہی مسائل نہیں ہیں، یہ جدید دور کے مسائل ہیں جن میں نہ صرف قرآن کریم، سنت نبویہ اور فقہ میں گہری نظر ہونی چاہیے بلکہ ان کو ایک بالکل ہی نئی فقہ سے، جس کو میں ''الفقہ الاستراتیجی'' (حکمت عملی کا فہم) کا نام دوں گا، مسلح ہونا اور اس میں گہری نظر پیدا کرنا ضروری ہے۔

یہ ''حکمت عملی کا فہم'' ہر ایک کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس کا تعلق گہرے علم اور گہری فکر سے ہے۔ اس کا تعلق ایسے نہایت نازک جذبات سے بھی ہے جو مستقبل کے احوال کا آئینہ بن کر امت اسلامیہ کے حال اور مستقبل کے مفادات، ان کے بین الاقوامی تعلقات کی روشنی میں معین کرتے ہیں اور ان کی ضروریات کا لحاظ کر کے فتویٰ صادر کرتے ہیں اور ان وسائل اور اسباب کا تعین بھی کرتے ہیں جن سے آج اور کل کے خطرات کو رفع بھی کیا جا سکتا ہے اور فوائد بھی حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

اسے دیگر معمول کے انسانی مسائل سے خلط ملط نہ کرنا چاہیے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جدید اور قدیم علوم کے ماہرین اور فقہا مل جل کر ان مسائل میں راہ حق و صواب تلاش کریں۔ ان میں نت نئی ایجادوں کے ظہور پذیر ہونے اور نئے نئے مسائل کے سامنے آنے پر نظر ثانی کی گنجایش بہر حال ہے۔

''حکمت عملی کا فہم'' عالمی امور، ان کے پس منظر، نئے نئے ہتھیاروں، قوموں کے اغراض و مقاصد اور مفادات اور ان کے شیطانی منصوبے اور اس کے نتیجے میں ان سے آج پیدا ہونے والی کش مکش اور اس کا جنگ کی شکل میں ارتقا اور اس کے خوف ناک نتائج، سب پر محیط ہے۔ اس میں ان سے نمٹنے کے لیے انسانی، مادی، اخلاقی، دینی اور دنیاوی مسائل اور ذرائع خود بخود شامل ہو جاتے ہیں۔ اس کا حتمی نتیجہ سیاسی، عسکری، مالی، اقتصادی، اجتماعی اور بین الاقوامی اسٹریٹجی کے میدانوں میں کام کرنے والے دانش وروں کا اپنے اپنے میدان میں، اپنے اپنے تصورات اور نتائج فکر پیش کرنا اور پیش کردہ مسائل پر علمائے کرام کی رہنمائی میں مسائل کا حل اور فتوے صادر کرنا ہوگا۔ تب یہ ممکن ہوگا کہ ہر صورت حال اور منظر نامے کے مطابق کم از کم عرصے میں مناسب رد و بدل کے ساتھ فتوے صادر کیے جا سکیں کیونکہ میدان عمل میں اور تصوراتی مناظر میں کافی فرق ہو سکتا ہے اور ہوتا بھی ہے اور بعض اوقات تو ناقابل تصور اور ناقابل تصدیق منظر نامہ نظروں کے سامنے آ جاتا ہے۔ اس میدان کی طرف پیش رفت ناگزیر اور وقت کا تقاضا ہے۔

(سید عبد الرحمٰن الکاف)

© rasailojaraid.com